اعجاز الرحمٰن، میانچنوں

منکرین خدا کا پوسٹ مارٹم

ترے وجود کی آیت دکھائی دیتی ہے
جہاں میں جتنی بھی خلقت دکھائی دیتی ہے

عقل و فطرت، معروف دنیا اور تاریخ کائنات اس مسلمہ حقیقت پر شاہد ہے کہ دنیا میں آج تک کوئی عظیم سے عظیم ترین اور حقیر ترین چیز بھی بغیر کسی خالق و موجد کے از خود معرض وجود میں نہیں آئی۔ جب ایک حقیر سی شے بغیر کسی خالق کے اپنے آپ کو وجود نہیں بخش سکتی تو پھر مقام تعجب ہے!!!

کہ اتنی عظیم الشان، وسیع و عریض کائنات، ارض و سماء، شمس و قمر، حیوانات و نباتات، جمادات، لیل و نہار، بحر و بر کی ہوائیں اور فضائیں کیونکر از خود وجود میں آسکتی ہیں؟؟؟ آخر اس نظام کائنات کا کوئی خالق ضرور ہے۔ وہ کون ہے؟

اہل ایمان کا اس امر عظیم پر کامل و اکمل ایمان و اتقان اور یقین محکم ہے کہ اس عظیم الشان حسین مناظر سے معمور، دلکش، دلنشین اور محیرالعقول نظام کائنات کو عدم سے وجود بخشنے والا ایک ہی خالق مالک اور احکم الحاکمین ہے جس کی عظمت و شان اس قدر بلند و بالا ہے کہ وہ عرش برین پر مستوی ہوتے ہوئے بھی شہ رگ سے زیادہ قریب اور ارض و سماء بلکہ بحر و بر کی تاریکیوں میں بسنے والی اپنی مخلوقات کے لحہ بہ لحہ حالات و احوال سے بخوبی آشنا ہے۔ جس کے قبضہ قدرت میں ساری کائنات کے تصرفات اور انتظام و انصرام ہے۔ جس کے اذن کے بغیر ایک پتہ بھی حرکت نہیں کر سکتا اور وہ وحدہ لاشریک لہ ہے۔ جو قہار و جبار ہے، حاکم و عادل ہونے کے ساتھ ساتھ رحمان و رحیم اور حلیم و کریم کی صفات عالیہ سے متصف ہے۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دو قسم کے نظریات کے حاملین پائے جاتے ہیں۔

۱۔ مشرک ۲۔ کیمونسٹ

(۱) مشرک: یہ لوگ وجود باری تعالیٰ کے قائل تو ہیں مگر اس کے ساتھ معبودان باطلہ کی بھی پرستش کرتے ہیں اور انہیں قرب الٰہی کا ذریعہ تصور کرتے ہیں۔

(۲) کیمونسٹ: دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں جتنے نظریات فاسدہ نے جنم لیا ان تمام میں سے یہ بدترین نظریہ ہے۔ کہ کائنات خود بخود وجود میں آگئی ہے۔ جس کے حاملین کیمونسٹ ہیں۔

یعنی کائنات کا کوئی خالق و مالک اور معبود یا کسی قسم کا کنٹرولر (Controller) نہیں ان کے اس نظریہ کائنات کا عقل و خرد سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اور یہ بیت عنکبوت سے بھی کہیں بے حقیقت ہے۔

ذیل میں اب ہم اپنی مقدور بھر کوشش کرتے ہوئے عقل و فطرت اور اس کی تائید میں کتاب و سنت سے اس کی تردید پیش کرتے ہیں۔

دنیا کا ہر فرد یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ جیسا کہ تمہید میں بھی اشارہ کیا جاچکا ہے۔

دنیا کی کوئی حقیر سے حقیر چیز بھی ایسی نہیں جو از خود بغیر کسی مادے اور خالق کے پیدا ہوئی ہو۔ دنیا میں جس قدر اشیاء انسان نے ایجاد کی ہیں وہ کسی محرک اور کنٹرولر (Controller) کے بغیر قطعاً کام سرانجام نہیں دے سکتیں۔ مثلاً سائیکل ہی کو لیجئے جب تک انسان اس کو چلائے (Drive) گا نہیں یہ قطعاً نہیں چل سکتا تو کیا نظام کائنات کا یہ حسین اور دلربا قافلہ ہمیشہ سے انتہائی باقاعدہ اور ایک دلکش نظم و ضبط کا منظر پیش کرتے ہوئے بغیر کسی ذات کے کنٹرولر کے کیونکر رواں دواں ہو سکتا ہے؟؟؟ شمس و قمر باقاعدگی سے اپنی باری پر طلوع و غروب ہوتے ہیں لیل و نہار کا یہ دلفریب اور دلنشین سلسلہ کیسے جاری ہے۔

کائنات میں آج تک کوئی بھی ان کی اس روش کو تبدیل (Change) نہیں کر سکا ارض و سماء آفتاب و ماہتاب، انس و حیوانات، ہوائیں فضائیں، نباتات و جمادات

الغرض کائنات کا ذرہ ذرہ ببانگ دہل زبان حال سے اپنے خالق و مالک کے وجود کی صدائیں بلند کر رہا ہے اور منکرین خدا کو دعوت فکر دینے کا سامان مہیا کر رہا ہے جب ہم کیمونسٹوں کو عقل و فطرت کے قوانین کے بالکل عین موافق یہ امر اظہر من الشمس ثابت کرتے ہیں کہ ان تمام مناظر کائنات کا کوئی نہ کوئی خالق و موجد ہے تو وہ چار و ناچار تسلیم کرتے ہوئے یہ سوال جڑ دیتے ہیں کہ فرض کیا کہ اس کائنات کا کوئی نہ کوئی خالق ہے کیونکہ یہ بات مسلمات مشہورہ میں سے ہے کہ دنیا کی کوئی چیز نہ تو از خود معرض وجود میں آسکتی ہے اور نہ ہی بغیر کسی کنٹرولر کے کام کر سکتی ہے تو پھر بتاؤ وہ ذات جس کو تم معبود کے نام سے موسوم کرتے ہو وہ نظروں سے اوجھل کیوں ہے یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ جو نظر نہیں آتی وہ سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔

قارئین کرام! آپ نے ان جہالت پرستوں اور ملحدوں کا اعتراض خوب ذہن نشین کر لیا ہو گا تو اب اس کی حقیقت سے پردہ اٹھانے کے لئے ہماری گذارشات بھی ملاحظہ فرمائیں اولاً یہ ان کا دعویٰ جس کا وجود ہو اس کا نظر آنا بھی ضروری ہے انتہائی فاسد اور خرد و دانش سے اسفل ہے مقام تعجب تو یہ ہے کہ خود ان کے سائنسی نظریات کے منافی ہے۔

ذیل میں ہم اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے صرف چند امثلہ سے اس کی حقیقت کو آشکار کرتے ہیں۔

ا۔ **وجود ایٹم:** تمام کیمونسٹ اور دیگر سائنس دان اس امر پر متفق ہیں کہ ایٹم مادے کا نہ نظر آنے والا ذرہ ہے تو کیا ایٹم کے نظر نہ آنے سے سائنس دانوں نے وجود ایٹم کا انکار کر دیا ہے جب ایٹم کے نظر نہ آنے کے باوجود اس کی حیثیت کو بلا تامل قبول و تسلیم کیا جاتا ہے تو وجود باری تعالیٰ کو اگر نظر نہ آنے کے باوجود مانا جائے تو کون سی مصیبت ٹوٹ پڑے گی۔

اا۔ **وجود عقل:** ہر شخص عقل کے وجود کو تسلیم کرتا ہے اور وجود عقل

ایک ایسی مسلمہ اور ناقابل تردید چیز ہے جس کا انکار کیمونسٹ بھی نہیں کرسکتے بلکہ اسی عقل کے بل بوتے پر ہی تو انہوں نے اس منحوس ترین نظریہ کی بنیاد رکھی ہے۔ تو کیا عقل نظر آتی ہے؟ کیا عقل کے نظر نہ آنے کے باوجود وجود عقل کا انکار کردیا گیا ہے۔؟

III- وجود ہوا: ہوا انہی اشیاء میں سے ہے جنہیں بصارت انسانی دیکھنے سے قاصر ہے تو بتایئے کیا کسی نے بھی ہوا کے وجود کا انکار کیا ہے؟۔

مقام حیرت تو یہ ہے کہ جب انسان ایٹم، عقل اور ہوا کو بھی نہیں دیکھ سکتا تو بھلا اس مالک خالق قہار و جبار اور احکم الحاکمین جو ساتوں آسمانوں سے اوپر عرش معلیٰ پر مستوی ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے۔

ثانیاً بصارت انسانی اتنی نازک، کمزور اور انتہائی درجہ کی ناتواں ہے کہ خالق کائنات کو دیکھنا تو درکنار اس کے انوار و تجلیات کو بھی دیکھنے سے عاری ہے ہم ہر روز مشاہدہ کرسکتے ہیں کہ انسان سورج کی طرف چند لمحات تک بھی اپنی نظر نہیں جما سکتا تو کیا جس نے اس آفتاب کو نور بخشا ہے اسے کیونکر دیکھا جاسکتا ہے۔

ثالثاً ہمارا ذات الٰہی کے استویٰ و استقراء سے متعلق یہ پختہ عقیدہ ہے کہ وہ تمام کائنات سے اعلیٰ و اولیٰ اور افضل ہے اسی لئے تو وہ تمام مخلوقات سے اوپر ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ وہ ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے۔

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ بصارت انسانی اس قدر ناتواں ہے کہ دیوار بلکہ پردے کے پیچھے موجود کسی شے کو دیکھنے سے قاصر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جو ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے نظر انسانی اس کو کس طرح دیکھ سکتی ہے؟۔

اگر اس پر یہ اعتراض کیا جائے کہ دیوار یا پردے کے پیچھے پڑی اشیاء کو طاقتور خوردبینوں، عدسوں اور کمپیوٹروں کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔ تو عرض ہے کہ ان میں اتنی قوت و طاقت نہ ہے اور نہ ہی پیدا ہوسکتی ہے کہ آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ پچھلے دنوں سائنس دانوں نے طاقتور عدسوں اور کمپیوٹروں کی

مدد سے آسمان کی تصاویر اتاری ہیں یہ تصاویر اور ان سے حاصل شدہ معلومات ۲۸ مئی بروز جمعہ روزنامہ پاکستان کے میگزین میں شائع ہو چکی ہیں۔

یہ تصویر انتہائی حسین اور دلکش منظر پیش کرنے کے ساتھ ساتھ سنریھم اتیا فی الافاق کے عہد ربانی کی عملی تعبیر بھی ہے۔ یہ مختلف اجرام فلکی اور کہکشاؤں سے مزین ہے جن کے مابین ٦ کروڑ نوری سال کا فاصلہ ہے۔ یہ تمام اپنے مداروں میں گردش کرتے ہوئے ایک نامعلوم اور انتہائی طاقتور قوت کی طرف بڑھ رہے ہیں ان کے درمیان ایک تاریک مادہ ہے جس کی حقیقت کو مائیکرو سکوپس کے ذریعہ بھی معلوم نہیں کیا جاسکا۔ اس کو خلائی سائنس دانوں (astro) نے بلیک ہول کے نام سے موسوم کیا ہے اور حیرت انگیز انکشاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ بلیک ہول تمام کائنات کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور نظام کائنات کو کنٹرول کر رہا ہے اس میں اربوں بلکہ کھربوں سورجوں سے بھی کہیں زیادہ کشش ہے۔ اسی بناء پر سائنس دانوں نے اسے (Great atrector) سے بھی تعبیر کیا ہے۔

مندرجہ بالا عبارت کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سائنس دان جسے ایک تاریک مادہ ظاہر کر رہے ہیں اور اعتراف بھی کر رہے ہیں کہ یہ تمام کائنات کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے، دراصل اسی تاریک مادے کے اوپر رب ذوالجلال کی ذات مقدسہ ہے۔ جس نے نظام کائنات کو ایک اعلیٰ ترین نظم و ضبط سے مربوط کیا ہے۔ دوسری تعجب خیز بات، جس خصوصی غرض سے ہم نے یہ سب کچھ بیان کیا ہے یہ ہے کہ سائنس دان اس تاریک مادے کے سربستہ راز سے سالہا سال کی کمر توڑ کوششوں اور کاوشوں کے باوجود بھی پردہ نہیں اٹھا سکے اور یہ کام ہو ہی کیسے سکتا ہے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے "لاتدرکه الابصار وهویدرک الابصار" کہ بصارت انسانی (دنیا میں) دیدار الٰہی کے شرف سے مشرف نہیں ہو سکتی۔

مندرجہ بالا جوابات میں ہم نے عقل و فطرت کے اصولوں سے یہ بات روز

روشن کی طرح نہاں و عیاں کی ہے کہ کسی چیز کا نظر نہ آنا اس کی عدم موجودگی پر ہرگز دلالت نہیں کرتا۔ اس لئے کیمونسٹوں کا یہ نظریہ عقل و فطرت سے دور اور خود انہیں کے اصولوں کے منافی ہے۔

اب ذرا سلف و صالحین کے ناقابل فراموش اور لاجواب مناظرہ جات اور ارشادات بھی ملاحظہ فرمائیے جن کی بناء پر بے شمار منکرین کی عقلوں پر سے جہالت کے پردے اٹھ گئے اور انہوں نے اپنے نظریات سے پسپائی اختیار کی اور وجود باری تعالیٰ کو تسلیم کرلیا۔

1۔ **امام ابو حنیفہؒ کا تاریخی مناظرہ:** وجود باری تعالیٰ سے متعلق امام ابو حنیفہؒ کے دو مناظرے تاریخ اسلام میں خاصی اہمیت کے حامل ہیں جو پیش خدمت ہیں۔

مناظرہ نمبر1: آپؒ نے ایک کیمونسٹ سے مناظرے کا وقت طے کیا اور آپؒ نے عمداً تاخیر کردی تو اس نے تاخیر کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں نے مجھے بہت ہی محیرالعقول اور انتہائی عجیب و غریب واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک کشتی جو مختلف اشیاء سے بھری ہوئی ہے اور وہ از خود ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک کا سفر بغیر کسی ملاح و نگہبان کے طے کر رہی ہے یہ حیران کن واقعہ سنتے ہی اس نے حقارت آمیز لہجے میں کہا کہ عقل و دانش کا مالک شخص یہ کس طرح کہہ سکتا ہے کیونکہ ایک کشتی بغیر کسی ملاح و نگہبان کے کس طرح ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک آجاسکتی ہے تو اس پر امام موصوفؒ نے ایسا ناقابل فراموش اور زلزلہ خیز جواب زناٹے دار طمانچے کی طرح اس کے منہ پر رسید کیا جس کا جواب ساری دنیا کے کیمونسٹ مل کر نہیں دے سکتے آپؒ نے فرمایا کہ! جب ایک کشتی بغیر نگہبان اور ملاح کے نہیں چل سکتی تو بھلا یہ عظیم الشان اور حیرت انگیز نظام کائنات بغیر کسی کنٹرولر کے کیسے چل سکتا ہے یہ جواب سنتے وہ نمرود کی طرح فبھت الذی کفر کے مصداق ہکابکا رہ گیا اور نظام فطرت سے شکست و

ریخت قبول کرتے ہوئے نور ایمان سے منور ہو گیا۔

مناظرہ نمبر2: یہ مناظرہ بھی تاریخ اسلام میں ایک سنہری باب کی حیثیت رکھتا ہے اور مندرجہ بالا مناظرہ سے بھی زیادہ پر تاثیر، تعجب خیز حیرت انگیز اور دلکش و دلنشین ہے۔ مناظرہ کا وقت طے کیا گیا تو اس وقت کئی نگاہیں حق و باطل کا یہ فکری معرکہ دیکھنے کے لئے تڑپ رہی تھیں آخر کار انتظار کی گھڑیاں اختتام کو پہنچی۔ فریقین میدان مناظرہ میں جلوہ افروز ہوئے اور اس تاریخی مناظرہ کا یوں آغاز ہوا۔

سب سے پہلے کیمونسٹ نے بڑے ہی طمطراق، رعب و دبدبہ اور دھڑلے سے اعتراض پیش کر دیا کہ "تم مسلمان اللہ کے وجود کے قائل ہو تو بتاؤ اگر وہ ہستی اس کائنات میں موجود ہے پھر نظر کیوں نہیں آتی"

امام صاحب کا چہرہ انور جذبہ ایمان کے نور سے منور رعب و دبدبہ کی کرنیں بکھیر رہا تھا۔ آپ نے اس کے اعتراض کو خاک میں ملانے کے لئے دودھ کا ایک پیالہ منگوایا اور بھرے مجمع میں اس سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کیا اس میں مکھن موجود ہے یا نہیں تو اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا "کیا نظر آتا ہے، اس نے کہا "نہیں" اس کا نفی میں یہ جواب سنتے ہی امام موصوف نے وہ تاریخ ساز جواب مرحمت فرمایا جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے فرمایا: مکھن کو دودھ میں نظر نہ آنے کے باوجود مانتے ہو تو رب العالمین کو نظر نہ آنے کے باوجود ماننے سے کیوں گھبراتے ہو؟

امام صاحبؒ کا یہ حیرت انگیز جواب سن کر کیمونسٹ حیران و ششدر رہ گیا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا اس طرح اسے مناظرے میں ذلت و رسوائی کا سامنا کرتے ہوئے شکست و ریخت سے دوچار ہونا پڑا۔

وجود باری تعالیٰ سے متعلق اسلاف سے بے شمار مناظرہ جات تواریخ کی کتب میں منقول ہیں ہم نے اختصار کا دامن تھامتے ہوئے مندرجہ بالا دو اہم مناظروں پر اکتفا کیا ہے۔ مناظرہ جات کے علاوہ اس مسئلہ کی توضیح و تبیین میں اسلاف کے چند اقوال بھی

پیش خدمت ہیں۔

1۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان عالی: جب آپ رضی اللہ عنہ سے وجود باری تعالیٰ کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ آپ نے معرفت الٰہی کیسے حاصل کی؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا "میں نے نقض عزائم کے باعث معرفت الٰہی حاصل کی" یعنی ایک زبردست اور عظیم الشان قوت موجود ہے جو میرے قلب میں ابھرنے والے عزائم کو چشم زدن میں بدل دیتی ہے کیونکہ دل میں مضمر ارادے کو کائنات کا کوئی فرد نہیں جان سکتا مقام تعجب ہے کہ جب کائنات اس کے جاننے سے ہی عاجز ہے تو تبدیل کرنا تو ممکن ہی نہیں ہے تو پھر لازمی طور پر ایک عظیم قوت کا وجود تسلیم کرنے سے راہ فرار اختیار نہیں کی جاسکتی جو تمام طاقتوں سے بالا تر ہے اور وہ خالق کائنات ہی کی ذات بابرکات ہے۔

2۔ امام شافعیؒ کا ارشاد گرامی: امام شافعی سے بھی یہی سوال پوچھا گیا تو آپ نے عجیب و غریب مثال دیتے ہوئے فرمایا: کہ شہتوت کے پتے کو کیڑے، شہد کی مکھی، گائے بکریاں، اور ہرن سب کھاتے ہیں لیکن سبحان اللہ! کیڑا کھا کر ریشم، شہد کی مکھی شہد، گائے بکریاں مینگنیں اور ہرن کستوری پیدا کرتے ہیں۔ کیا یہ امر اس پر دلالت نہیں کرتا کہ ایک ہی پتے سے مختلف خواص پیدا کرنے والا کوئی ہے؟ کیا یہ کسی خالق کا منہ بولتا ثبوت نہیں؟

3۔ اعرابی کا فرمان عالی شان: ایک شخص نے کسی بدوی سے وجود باری تعالیٰ کی موجودگی کی عقلی دلیل دریافت کی تو اس نے کیا ہی شاندار الفاظ میں ارشاد فرمایا۔ "یاسبحان اللہ ان البعر لیدل علی البعیر وان اثر الاقدام لیدل علی المسیر فسماء ذات الابراج وارض ذات فجاج و بحار ذات امواج الایدل ذلک علی وجود اللطیف الخبیر" سبحان اللہ! مینگنی سے اونٹ اور پاؤں کے نشان سے آدمی کا گذرنا معلوم ہوتا ہے تو پھر یہ برجوں والا آسمان اور مختلف راستوں

والی زمین اور تلاطم خیز سمندر انتہائی باریک بین اور باخبر ذات کے وجود پر دلالت نہیں کرتے"

کیمونسٹوں کی نظام فطرت سے شکست.

یاد رہے کہ اس منحوس ترین، فاسد اور عقل و دانش کے زور سے عاری نظریہ کو بعض ناقص اور مفلوج عقل اور جاہل مفکرین مارکس، ایڈیسن، سٹالن اور ریڈی وغیرہ نے گھڑا تھا اور ان نام و نہاد مفکرین نے بے شمار سادہ لوح انسانوں کو اپنی چالبازانہ مکارانہ روش سے سبز باغ دکھا کر دام فریب میں جکڑ لیا اس طرح یہ لوگ اپنے خالق مربی اور مالک کے وجود کا صاف انکار کرکے ذلت و پستی اور گمراہی کی شب دیجور میں بھٹکنے لگے ان کا نظام حیات ناکامی و نامرادی کے ہاتھوں درہم برہم ہوگیا اور آئے روز ان پر مختلف صورتوں میں عذاب الٰہی کا شدید ترین کوڑا برسنے لگا تو ان انتہائی کٹھن ہولناک، المناک، خوفناک اور قبیح حالات سے چھٹکارا پانے اور امن و سلامتی کے حصول کے لئے انہوں نے دقیق و عمیق غور و خوض کیا تو طویل مدت کے تفکر و تدبر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ ذلت و پستی و تنزلی کی آگ ہمارے مفکرین کے غلط ترین نظریات کی تعمیل کا پیش خیمہ اور دوسری طرف ان کے روبرو نظام فطرت، (جو ایک رب کے تصرف و ملک میں ہے) کے فیوض و برکات اور ثمرات کے حسین مناظر تھے جس کی بدولت کسی حد تک ان کے دل میں اس نظام فطرت سے محبت و مودت کا جذبہ پروان چڑھا اور اپنے مفکرین کے ان تباہ کن اور مہلک نظریات کے باعث ان پر افسوس و تاسف کے ساتھ ساتھ غیض و غضب کی آگ بھی بھڑک اٹھی۔ ان کا سینہ اس آرزو و تمنا سے لبریز تھا کہ کاش یہ قاتلین ملک و ملت ہماری نگاہوں کے سامنے ہوتے تو ہم ان کے جسموں کی بوٹیاں اور ٹکڑے کرتے ہوئے چن چن کر بدلہ لیتے مگر وہ تو مر کر قبر کے ناقابل برداشت عذاب سے دوچار ہو رہے ہیں۔ آخر کار انہوں نے اپنے قلوب میں مچلتے ہوئے غیض و غضب کے جذبات کی تسکین کے لئے ان کی منحوس قبروں پر پے

کار کو اپنانا ہو گا اسی کو سیاسی صراط مستقیم کہتے ہیں (ماخوذ از اسلام میں نظام سیاست کا مقام و اہمیت)

آج کل دنیا میں آٹھ قسم کے نظامہائے حکمرانی چل رہے ہیں جس میں سے سات غیر اسلامی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱) بادشاہت (۲) آمریت (۳) جمہوریت (۴) سوشلزم (۵) کیمونزم (۶) اسلامی جمہوریت (۷) اسلامی سوشلزم (۸) اور ایک دینی و اسلامی ہے وہ یہ ہے جو ان الفاظ سے متعارف ہے۔ سیاست دینیہ، سیاست عادلہ، سیاست شرعیہ یعنی خلافت و امارت، یہ ایک دینی نظام ہے اس کا حکمران بھی دینی ہوتا ہے جسے خلیفہ راشد کہا جاتا ہے جو نظام خلافت راشدہ چلاتا ہے

اس موقع پر اس دینی اصطلاح "خلافت" سے متعلق بھی کچھ تشریحات ذکر نا ناگزیر ہے تاکہ ہر آدمی کے ذھن میں اس کا صحیح مفہوم بیٹھ جائے اور لوگوں کی بیان کردہ غلط تعریفات سے دھوکہ نہ کھائے۔

خلافت کا لغوی مفہوم:

لفظ "خلافت" خلف یخلف سے مصدر ہے جس کے معروف یہ تین معانی ہیں۔

(۱) پچھلی جانب

دلیل: قرآن مجید میں فرمان الٰہی ہے۔

"یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم" (البقرہ:۲۵۵)

"وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔"

(۲) بعد میں آنے والی نسل

دلیل: قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے۔

"فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیة" (یونس:۹۲)

پس آج ہم تیرے بدن کو نجات دیتے ہیں تاکہ تو بعد میں آنے والی نسل کے لئے

اللہ کی نشانی رہ جائے۔

(۳) مرتبے کے لحاظ سے پیچھے رہنا

اسے امام راغب اصفہانی نے اس طرح ذکر کیا ہے "المتاخر لقصور مرتبته یقال له خلف" جو شخص مرتبے میں دوسرے سے پیچھے ہو اس کو بھی خلف کہا جاتا ہے۔

نائب چونکہ مرتبے کے اعتبار سے منوب عنہ سے موخر ہوتا ہے اسی وجہ سے خلافت کے معنی نیابت کے آتے ہیں۔

ڈاکٹر علوی صاحب خلافت کے معنی اس طرح بیان کرتے ہیں:

خلافت کے معنی نیابت اور قائمقامی کے ہیں اور راشدہ کے معنی ہدایت یافتہ یعنی خلافت راشدہ کا معنی ہدایت یافتہ قائمقامی کے ہیں اور خلیفہ قائم مقام و جانشین کو کہتے ہیں اور راشدہ کے معنی ہدایت یافتہ ہیں یعنی خلیفہ راشد ہدایت یافتہ جانشین اور قائمقام کو کہا جاتا ہے۔

نوٹ: اس میں کوئی شک نہیں کہ لغوی حیثیت سے ہر قائمقام اور بعد میں آنے والے کو خلیفہ کہا جاسکتا ہے لیکن تاریخ اسلام میں خلیفہ راشد یا خلفاء الراشدین خصوصی اصطلاحات کے طور پر استعمال ہوتی ہیں جن سے ہمیشہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے صحیح جانشین و قائمقام مراد ہوتے ہیں

خلافت کا اصطلاحی مفہوم

اسلام کا سیاسی نظام "خلافت و امامت، امامت و سیادت" ہی ہے اس کو اس لئے قائم کیا جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعے نبی ﷺ کی نیابت اور دین اسلام کی حفاظت ہو سکے اور دنیا کا صحیح طور پر نظم و نسق چلایا جاسکے اور رعایا کی صلاح و فلاح کا کوئی دقیقہ بھی فرو گذاشت نہ ہونے پائے۔